قصبہ مبارک پور - گرام پنچایت سے نگرپالیکا تک

(ایک صدی کی مکمل کہانی)

غلام رسول رضوی مبارک پور اعظم گڑھ، نمائندہ روزنامہ راشٹریہ سہارا لکھنؤ

شہنشاہ ہمایوں کے دور حکومت میں کڑا مانک پور کے صوفی بزرگ سید راجہ مبارک شاہ نے مبارک پور قصبہ کو آباد کیا تھا جسے آج نہ صرف ایک نگرپالیکا کا درجہ حاصل ہے، بلکہ اس کا شمار اتر پردیش کی چند اسمارٹ نگرپالیکاؤں میں ہوتا ہے، جو سن 2017ء میں سرحدی توسیع کے بعد ایک بار پھر 100 سال پیچھے چلا گیا ہے، کیونکہ اس سرحدی توسیع میں اعظم گڑھ ضلع کی سب سے بڑی گرام پنچایت املو کو مبارک پور نگرپالیکا میں شامل کردیاگیا تھا۔ اس توسیع سے عام لوگ سمجھ رہے ہوں گے کہ نگرپالیکا کا دائرہ بڑھ گیا ہے، لیکن شاید ہی کسی کو معلوم ہو کہ یہ مبارک پور کی پرانی تاریخ کی واپسی ہے۔ مطلب یہ کہ تقریباً 100 سال پہلے املو مبارک پور کا ہی ایک حصہ تھا اور گیارہ سال تک اس کی پہچان مبارک پور سے رہی، مبارک پور قصبہ کو گرام پنچایت سے ترقی دیکر 1923ء میں جب اسے نوٹیفائیڈ ایریا بنایا گیا تو اسمیں املو گرام پنچایت سمیت سکٹھی شاہ محمد پور کو بھی شامل کیا گیا تھا

اور اس نوٹیفائیڈ ایریا کا پہلا چیئرمین اس وقت کے زمیندار محمد امین انصاری کو منتخب کیا گیا تھا، 1934ء میں جب مبارک پور کو ٹاؤن ایریا کا درجہ دیا گیا تو رائے عامہ کے سروے میں املو اور سکٹھی شاہ محمد پور کے لوگوں نے مبارک پور سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا، اسی لیے دونوں گرام پنچایتوں کو ٹاؤن ایریا سے نکال کر انھیں الگ سے گاؤں کی پنچایت کا درجہ دے دیا گیا، ٹاؤن ایریا بننے کے بعد بھی بھی امین انصاری کو ہی مبارک پور کا چیئرمین منتخب کیا گیا، لیکن 1948ء میں جب ملک بھر میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی تو امین انصاری نے الیکشن لڑنے سے انکار کردیا تو مولانا عبدالباری قاسمی بلامقابلہ چیئرمین منتخب ہوگئے، لیکن 1952ء میں شاہ امین انصاری دوبارہ انتخابی میدان میں آئے تو پھر وہی چیئرمین بھی منتخب ہوئے۔

1958ءمیں الحاج عبداللہ انصاری چیئرمین اور فضل الرحمان انصاری وائس چیئرمین ہوئے، 1963ء کے انتخابات میں سابق ایم ایل اے عبدالحفیظ بھارتی کو چیئرمین اور محد ابراہیم کو وائس چیئرمین منتخب کیا گیا لیکن عبدالحفیظ بھارتی اس عہدے پر اپنی مدت پوری نہ کر سکے اور تحریک عدم اعتماد لا کر انہیں ہٹا دیا گیا 1966ء میں ضمنی انتخابات ہوئے، جس میں عبداللہ انصاری کانگریس کے ٹکٹ پر دوبارہ چیئرمین منتخب ہو

گئے اور ساتھ ہی وائس چیئرمین کی حیثیت سے حاجی
ایس عبدالباری کو منتخب کیا گیا۔ 1967ء میں حاجی
غلام نبی انصاری چیئرمین اور عبدالصمد وائس چیئرمین
ہوئے اور انہیں کے دور میں یعنی 1972ء میں مبارک پور
کو نگرپالیکا کا درجہ مل گیا لیکن انکی مدت پوری ہونے
کے بعد یوپی میں بلدیاتی انتخابات کو منسوخ کر دیا گیا
کیونکہ کچھ تنازعات کو لے کر ہائی کورٹ میں سماعت
شروع ہو گئی جو تقریباً 16 سال تک جاری رہی، 1988ء
میں ایک بار پھر بلدیاتی انتخابات کا بگل بج گیا اور پہلی
بار مبارک پور نگرپالیکا کے چیئرمین اور کونسلرز کا
انتخاب ہوا جس میں ایک غیر سیاسی شخصیت حاجی
مختار احمد بھٹے والے حیرت انگیز طور پر چیئرمین منتخب
ہو گئے۔ 1995ء کے انتخابات میں مبارک پور نگرپالیکا کے
چیئرمین کی سیٹ خواتین کے لیے مختص ہوگئی اور ڈاکٹر
شکیلہ اول زوجہ مرحوم ڈاکٹر عبدالاول نے قسمت
آزمائی کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوئیں اور ساتھ ہی
حاجی محمد یونس انصاری مرحوم وائس چیئرمین منتخب
ہوئے لیکن 1998ء میں پالیکا ممبران نے تحریک عدم
اعتماد لاکر شکیلہ اول کو انکے عہدے سے ہٹا دیا اور پھر
اسی سال ہونے والے ضمنی الیکشن میں حاجی محمد
یونس انصاری مرحوم کی اہلیہ کریم النساء نے ڈاکٹر
شمیم احمد کی اہلیہ ڈاکٹر حبیب النساء کو شکست دیکر

چیئرپرسن کا درجہ حاصل کرلیا۔

فروری 2001ء کے انتخابات میں ڈاکٹر شمیم احمد انصاری خود چیئرمین منتخب ہو گئے، انہوں نے کریم النساء کے شوہر حاجی یونس انصاری کو شکست دی۔ یہ الیکشن نومبر 2000ء میں ہونے والا تھا، جس کے لیے کاغذات نامزدگی بھی داخل ہو چکے تھے، لیکن اسی دوران یہاں شیعہ سنی فسادات کی وجہ سے مبارک پور میں غیر معینہ مدت کے لیے کرفیو لگ گیا، جس کی وجہ سے مبارک پور الیکشن تین ماہ کے لیے ملتوی کر دیا گیا تھا۔

نومبر 2006ء کے انتخابات میں ڈاکٹر شمیم احمد دوبارہ چیئرمین منتخب ہوئے اور 2012ء کے انتخابات میں انہوں نے ہیٹ ٹرک ماردی، تینوں الیکشن میں حاجی یونس ہی ان کے قریبی حریف رہے۔

2017ءمیں ایک بار پھر یہاں کی سیٹ خواتین کے لیے مختص ہو گئی، جس میں مرحوم حاجی یونس کی اہلیہ اور سابق چیئرپرسن کریم النساء دوسری بار میدان میں آئیں تو انکا مقابلہ سابقہ حریف ڈاکٹر شمیم کی اہلیہ حبیب النساء سے ہی ہوا تاہم دوسری بار بھی قسمت نے کریم النساء کا ساتھ دیا اور انہوں نے ڈاکٹر شمیم کی اہلیہ حبیب النساء کو تقریباً پانچ ہزار ووٹوں سے شکست دیدی. اس کے علاوہ حاجی عبدالمقتدر

انصاری عرف حاجی پلو کی اہلیہ تمنا بانو اس الیکشن میں تیسرے مقام پر رہیں۔

یہاں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ جب بھی ڈاکٹر شمیم اور حاجی یونس کے درمیان مقابلہ ہوا تو کامیابی ڈاکٹر شمیم کی ہوئی لیکن جب بھی ان کی بیویوں کے درمیان مقابلہ ہوا تو حاجی یونس کی اہلیہ کریم النساء کو فتح ملی اور 2023ء کے حالیہ الیکشن میں بھی یہاں کی چیئرمینی سیٹ زنانہ ہو گئی ہے جس سے لوگوں کو توقع تھی کہ مذکورہ دونوں خواتین پہلوان تیسری بار بھی آمنے سامنے ہوں گی لیکن کچھ لوگوں کے مطابق ڈاکٹر شمیم کی اہلیہ نے حاجی یونس کی اہلیہ سے دو بار شکست کو اپنے لیے بد شگون مانتے ہوئے الیکشن لڑنے سے ہی انکار کردیا، ایسے میں ڈاکٹر شمیم کے سامنے یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ چوتھی بار نگرپالیکا پر قبضہ کرنے کے لیے کسے میدان میں اتارا جائے، صرف ایک بیٹا ہے تو وہ غیر شادی شدہ ہے کہ بہو کا سہارا لیا جائے، کوئی راستہ نہ دیکھ کر انہوں نے اپنی شادی شدہ بیٹی ڈاکٹر صبا شمیم کو ہی اپنے نیم ٹائٹل کے ساتھ میدان میں اتار دیا، اس پلٹی ماری نے حاجی یونس کی 75 سالہ بیوہ کے لیے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ ایک نوجوان لڑکی سے وہ کیسے مقابلہ کریں تو انھوں نے بھی انتخابی میدان سے اپنا قدم پیچھے کرتے ہوئے اپنی وراثت

اپنے گود لیے بیٹے فراز انجم اور بہو طیبہ انجم کو سونپ دی، انکا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا تو انهوں دیور کے بیٹے کو ہی بچپن میں گود لے لیاتھا، اب چونکہ یہاں کی چیئرمینی سیٹ زنانہ ہے تو فراز انجم نے اپنی اہلیہ طیبہ انجم کو میدان میں اتار دیا جس سے یہاں کا سیاسی ماحول اچانک کافی گرم ہوگیا کیونکہ ایک طرف جہاں طیبہ انجم چیئرپرسن کریم النساء کی بہو ہیں تو دوسری طرف وہ عالمی شہرت یافتہ صوفی بزرگ اور جامعہ اشرفیہ کے بانی حضور حافظ ملت کی پوتی اور جامعہ کے سربراہ اعلیٰ علامہ عبدالحفیظ کی صاحبزادی ہیں۔ اس حیثیت انهیں انتخاب میں اچھا خاصہ فائدہ ملنے کی توقع ظاہر کی جا رہی ہے۔

اس کے علاوہ مشہور سماجی کارکن حاجی عبدالمقتدر انصاری عرف حاجی پلو کی اہلیہ تمنا بانو دوسری بار بی جے پی امیدوار کے طور پر میدان میں ہیں جو دیگر سبهی امیدواروں کی سیاسی زمین کو الٹ پلٹ کرنے کی حیثیت رکھتی ہیں، کیونکہ 2017ء کے انتخابات میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار ووٹ لیکر وہ تیسرے مقام پر تھیں لیکن اس بار وہ ڈبل انجن والی حکومت کی مدد سے میدان میں ہیں۔ ویسے بھی بھاچپا اس 90 فیصد مسلم آبادی والی نگرپالیکا کو اپنے قبضہ میں کرنا اپنے وقار کا معاملہ بنا سکتی ہے۔

کیونکہ بھاجپا اسوقت پسماندہ مسلمانوں کو جوڑنے کی مہم چلا رہی ہے اور مبارک پور میں 90 فیصد پسماندہ مسلم آباد ہیں، مذکورہ بالا دونوں امیدواروں کے لیے سب سے بڑا خطرہ بی جے پی کی امیدوار ہی ہیں۔ وہ کسی کے بھی سر کا تاج اتار سکتی ہیں، اسکے علاوہ کانگریس سے زرینہ بانو زوجہ مقبول احمد انصاری اور مجلس اتحادالمسلمین سے ناصرالدین انصاری کی بیٹی تسمیہ انصاری الیکشن لڑرہی ہیں جبکہ قومی سطح کی پارٹی بی ایس پی سے یہاں کوئی امیدوار نہیں ہے اور نہ تو اس نے کسی پارٹی کی حمایت کی ہے جو لوگوں کے لیے تعجب کا باعث ہے، حالانکہ محمد اظہرالدین نام کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان مہینوں سے بحیثیت بی ایس پی امیدوار اپنا پرچار کررہے تھے لیکن عین وقت پر وہ پارٹی ٹکٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے، آزاد امیدوار کی حیثیت سے 3 امیدوار سابق چیئرمین ڈاکٹر شمیم کی اہلیہ حبیب النساء، شبیر احمد کی اہلیہ نکہت پروین اور فیروز احمد کی اہلیہ ذکیہ پروین میدان میں ہیں جنھیں ڈمی امیدوار کہاجارہاہے۔

مبارک پور ٹاؤن ایریا آفس کا افتتاح 16 مئی 1963ء کو اس وقت کے ڈسٹرکٹ جج ششی بھوسن سرن کے بدست ہوا تھا جبکہ نگرپالیکا آفس کا افتتاح 15 اگست 1974ء کو اس وقت کے ڈی ایم بال کرشنا

چترویدی نے کیا تھا۔

1923ء میں جب مبارک پور کو نوٹیفائیڈ ایریا کا درجہ دیا گیا تو یہاں کی آبادی تقریباً ساڑھے بارہ ہزار تھی لیکن 1971ء میں یہ آبادی دوگنی ہو کر پچیس ہزار ہو گئی، 1981ء میں آبادی قریب 29 ہزار تھی، 1991ء میں یہ آبادی تیزی سے بڑھ کر 45388 ہو گئی۔ 2001ء میں 56465 اور 2011ء میں یہ آبادی 70463 تک پہنچ گئی اور 2017ء میں املو کو مبارک پور میں شامل کرنے کے بعد یہاں کی آبادی بڑھ کر ایک لاکھ 20 ہزار ہو گئی جس میں کل ووٹروں کی تعداد 70447 تھی جس میں 36349 مرد ووٹر تھے اور 34398 خواتین ووٹرتھیں۔

فی الحال مبارک پور کی آبادی ایک لاکھ 40 ہزار کے قریب ہے اور ووٹروں کی تعداد تقریباً 82 ہزار ہے،